الجامعة البنورية العالمية

متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان

دار الافتاء والقضاء

ای میل: darulifta@gmail.com ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net فون: 2560300-2560400 فیکس: 2564586

Name :> mrs ishrat

Address :> zurich switzerland

Subject :> PROPERTY

Writer :> محمد الکھف

Serial No :> 9989

Fatwa No :>

Date :> 10/16/2010

Email :>

asalm a alakum ma property ki taqseem ka bara ma janaa chahti ho ka insan apni zindgi ma jub biwi bacho ko dana chaha to kya bati ko bata ka half da ga ya brabar da sakta ha jazak ALLAH

میں جائیداد کی تقسیم کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں کہ انسان اپنی زندگی میں جب بیوی بچوں کو دینا چاہے تو کیا بیٹی کو بیٹے کا نصف دیگا یا برابر دے سکتا ہے؟؟ شکریہ

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح ہو کہ ہر شخص اپنی صحت والی زندگی میں مرض الوفات میں مبتلا ہونے سے پہلے اپنی تمام جائیداد و مال کا تنہا مالک ہوتا ہے۔ وہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کر سکتا ہے۔ اب اگر کوئی اپنی صحت والی زندگی میں بلا کسی جبر واکراہ کے محض اپنی مرضی وخوشی سے اپنا مال وجائیداد وغیرہ ورثاء میں تقسیم کرنا چاہتا ہے تو محتاط اندازے کے موافق اپنی بقیہ زندگی کے لیے جو کچھ رکھنا چاہے وہ رکھ کر بقیہ مال وجائیداد اپنی اولاد (بیٹے، بیٹیوں) اور بیوی کے درمیان برابر حصوں میں تقسیم کر کے ہر فرد کو اس کے حصے پر باضابطہ مالکانہ قبضہ بھی دیدے تاکہ یہ ہبہ شرعاً بھی تام اور درست ہو سکے۔ محض کاغذات میں نام کر دینا کافی نہیں ہے۔ تاہم اگر وہ اولاد میں سے کسی کی خدمت گزاری، محتاجگی یا دینداری وغیرہ کی بناء پر اسے دوسرے ورثاء کے مقابلے میں کچھ زیادہ دینا چاہے تو اس کا بھی اسے اختیار ہے مگر بلا وجہ شرعی کسی وارث کو اپنی جائیداد سے بالکل محروم نہ کرے۔ کیونکہ یہ گناہ کی بات ہے۔

كما في الشامية: فالعدل من حقوق الأولاد في العطايا (إلى قوله) وفي الخانية: ولو وهب شيئاً لأولاده في الصحة وأراد تفضيل البعض على البعض روي عن أبي حنيفة لا بأس به إذا كان التفضيل لزيادة فضل في الدين وإن كانوا سواء يكره وروي المعلى عن أبي يوسف أنه لا بأس به إذا لم يقصد الإضرار وإلا سوى بينهم وعليه الفتوى الخ (ج ٤، ص ٤٤٤)۔

وفي الهندية: ولو وهب رجل شيئاً لأولاده في الصحة وأراد تفضيل البعض (إلى قوله) لا بأس به إذا لم يقصد به الإضرار وإن قصد به الإضرار سوى بينهم يعطي الابنة مثل ما يعطي الابن وعليه الفتوى الخ (ج ٤، ص ٣٩١)۔

وفي الفقه الإسلامي وأدلته: لا خلاف بين

(جاری ہے)

جمهور العلماء فی استحباب التسویة فی العطاء بین الأولاد وکراهة التفضیل

بینهم فی حال الصحة الخ (ج ۵ ص ۳۴۵) ۔ واللہ تعالیٰ أعلم

محمد آصف ابراھیم عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ بنوریہ کراچی ۱۶

۱۲ ربیع الأول ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

بندہ نادر جان عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ بنوریہ کراچی

۱۳ / ۳ / ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

بندہ [illegible]

دارالافتاء جامعہ بنوریہ

۱۳ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

عبداللہ [illegible]

دارالافتاء جامعہ بنوریہ ۱۶

۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

نائب رئیس دارالافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ

رئیس دارالافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ

دارالافتاء ۹۹۸۹ ۱۴۳۲/۳/۱۸ جامعہ بنوریہ العالمیہ

[illegible]

22/2/11